39

وقت آ گیا ہے کہ جماعت اپنے تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لیے پورا زور لگا دے

(فرمودہ 30 دسمبر 1955ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اِس سال کا جلسہ سالانہ باوجود میری بیماری اور ضعف کے خیریت سے گزر گیا اور اللہ تعالیٰ نے پھر ایک دفعہ باوجود میری مجبوری اور معذوری کے مجھے جماعت کے سامنے بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ اگرچہ بیماری کی وجہ سے میں اپنے مضمون کو کَمَا حَقُّهٗ ادا نہیں کر سکا مگر پھر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک حد تک وہ مضمون مکمل ہو گیا ہے۔

جیسا کہ میں نے جلسہ کے موقع پر بھی دوستوں سے کہا تھا اب وقت آ گیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی دعووں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے تمام دوست چاہے وہ کسی شعبہ میں کام کرتے ہوں اپنے تن، من اور دھن سے اسلام کی تقویت کے لیے زور لگانا شروع کر دیں۔ میں نے جلسہ کے موقع پر بتایا تھا کہ اب ہماری جماعت کا کام اِس قدر بڑھ گیا ہے کہ جب تک تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کی سالانہ آمدنیں پچیس پچیس لاکھ روپیہ تک نہ پہنچ جائیں اُس وقت تک سلسلہ کے کام خوش اسلوبی سے نہیں چل سکتے۔

ابھی امریکہ سے مجھے خط آیا ہے کہ نیویارک میں تبلیغ کے لیے ایک مرکز کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک اپنا مکان موجود نہ ہو مبلغ کو ہر روز مکان بدلنا پڑتا ہے اور مالک مکان جب چاہے اُسے نکال سکتا ہے۔ مبلغ رات دن محنت کر کے اپنے اردگرد کے لوگوں سے تعلقات پیدا کرتا ہے۔ جب اُسے یہ امید ہو جاتی ہے کہ اب یہ لوگ اسلام کو قبول کر لیں گے تو مالک مکان کہہ دیتا ہے کہ میرا مکان خالی کر دو اور اُسے مکان کی تلاش میں کہیں اَور جانا پڑتا ہے۔ ہمارے ہاں تو اگر کوئی ایک مکان سے نکل جائے تو سو گز پر اُسے دوسرا مکان مل جاتا ہے۔ لیکن وہ شہر چالیس چالیس پچاس پچاس میل میں پھیلے ہوئے ہیں اس لیے بعض دفعہ اُسے کئی میل دور کسی اَور مقام پر جانا پڑتا ہے اور وہاں نئے سرے سے لوگوں سے تعلقات قائم کرنے پڑتے ہیں۔ گویا یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ہم ایک مبلغ سے یہ امید کریں کہ وہ شیخوپورہ میں تبلیغ کرے لیکن جب وہ اپنے ماحول میں لوگوں سے تعلقات پیدا کر لے تو اُسے وہاں سے راولپنڈی، پشاور یا ڈیرہ اسماعیل خان بھیج دیا جائے۔ جس مبلغ کو ہر وقت خطرہ ہو کہ ممکن ہے اُسے اچانک راولپنڈی، پشاور یا ڈیرہ اسماعیل خان جانا پڑے وہ شیخوپورہ میں اطمینان کے ساتھ کیسے تبلیغ جاری رکھ سکتا ہے۔ یہی حال اُس شخص کا ہوتا ہے جو نیویارک کے ایک محلّہ سے مکان بدل کر دوسرے محلّہ میں جاتا ہے کیونکہ وہاں بعض اوقات تیس تیس چالیس چالیس میل کا درمیان میں فاصلہ ہو جاتا ہے اور اس طرح پہلے واقف لوگوں سے تعلقات قائم رکھنے مشکل ہو جاتے ہیں۔

بہرحال امریکہ والوں نے لکھا ہے کہ ہمیں دارالتبلیغ کے لیے نیویارک میں ایک مکان کی ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے مکان کے حصول کی بڑی کوشش کی ہے لیکن چونکہ یہاں مکانوں کی قیمت بہت زیادہ ہے اور پھر گاہک بھی بہت پڑتا ہے اِس لیے ہمیں اب تک کامیابی نہیں ہو سکی تھی۔ اب جس مکان کی ہمیں ایجنٹ نے اطلاع دی ہے وہ ایک لاکھ سینتیس ہزار روپے میں ملتا ہے۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ اگر ہر اہم مقام پر مرکز بنانے کے لیے ہمیں ایک لاکھ سینتیس ہزار روپے کی ضرورت ہو تو پچیس تیس لاکھ روپے سالانہ بجٹ کے بغیر یہ کام کیسے ہو سکتا ہے۔ اُدھر ہمارے مبلغین کا یہ حال ہے کہ وہ اکیلے دنیا کی سب سے بڑی طاقت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اِس کی بہرحال جزا دے گا۔ لیکن ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم محنت کریں اور

اپنے بجٹ کو بڑھانے کی کوشش کریں تا کہ تبلیغ کا کام وسیع کیا جا سکے۔

میں نے جلسہ کے موقع پر کہا تھا کہ ہمارے ملک کے زمیندار نہ تو صحیح رنگ میں محنت کرتے ہیں اور نہ اپنی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کی آمدنیں نہایت ہی قلیل ہیں۔ یورپ کے بعض ممالک میں ایک ایک ایکڑ سے چودہ چودہ سو روپیہ سالانہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر اُس معیار پر ہماری آمدنیں پہنچ جائیں تو اِس وقت ہماری جماعت کے دوستوں کے پاس قریباً ایک لاکھ ایکڑ اراضی ہے۔ اگر ہر ایکڑ سے چودہ سو روپیہ سالانہ آمد ہو تو اس کے معنے یہ ہیں کہ صرف ہماری جماعت کے زمینداروں کی چودہ کروڑ روپیہ سالانہ آمد ہو جائے۔ اس آمدنی پر اگر زمیندار ایک آنہ فی روپیہ بھی چندہ دیں تو جماعت کا چندہ ستاسی لاکھ پچاس ہزار روپیہ تک پہنچ سکتا ہے۔ اور اگر وہ وصیت کر دیں اور آمد کا دسواں حصہ دیں تو ایک کروڑ چالیس لاکھ روپیہ چندہ آ جائے۔ اگر اتنا چندہ جمع ہونے لگ جائے تو ہم ایک نیویارک کیا بیسیوں شہروں میں مرکز بنانے کے لیے مکانات خرید سکتے ہیں۔

ان ممالک میں یہ طریق ہے کہ مکان بیچنے والا قیمت کا ایک معمولی حصہ خریدار سے لیتا ہے اور باقی قیمت کرایہ کی شکل میں باقساط وصول کرتا رہتا ہے۔ نیویارک کے جس مکان کا میں نے ذکر کیا ہے اُس کی قیمت سن کر دل ڈر جاتا ہے۔ لیکن اُس کا مالک کہتا ہے کہ مجھے ساری قیمت کا صرف 15 فیصدی ادا کر دیں۔ اس کے بعد مجھے کرایہ دیتے رہیں جو قیمت میں شمار ہوتا رہے گا۔ گویا اگر ہم کُل قیمت کا صرف 15 فیصدی یعنی بیس ہزار پانچ سو روپے ادا کر دیں تو ہمیں مکان مل جائے گا۔ اس کے بعد جس طرح پہلے ہمارا مبلغ اپنے مکان کا کرایہ ادا کرتا ہے اُسی طرح پھر بھی اُسے کرایہ ہی ادا کرنا پڑے گا۔ مگر پھر یہ کرایہ قیمت میں سے کٹ جائے گا اور مکان اپنا ہو جائے گا۔ بہر حال سلسلہ کی ضروریات تقاضا کرتی ہیں کہ جماعت کے دوست اپنی آمدنیں بڑھانے کی کوشش کریں تا کہ تبلیغ کو وسیع کیا جا سکے۔ ہماری جماعت کا بیشتر حصہ زمینداروں پر مشتمل ہے۔ انہیں کوشش کرنی چاہیے کہ وہ اپنی سُستیاں ترک کر دیں اور صحیح طریق پر محنت کریں تا کہ ان کی آمد میں ترقی ہو اور اس کے نتیجہ میں سلسلہ کا بجٹ بھی ترقی کرے۔

آج کل جلسہ کے بوجھ اور تھکان کی وجہ سے میری طبیعت کچھ ضعف محسوس کرتی ہے اور سر چکراتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے کچھ دن آرام مل جائے تاکہ طبیعت اعتدال پر آجائے۔ مجھے امید نہیں تھی کہ میں جلسہ سالانہ کے موقع پر احباب کے سامنے اتنا بول سکوں گا۔لیکن خدا تعالیٰ کا فضل ہوا اور مجھے دوسرے دن ایک گھنٹہ تیئیس منٹ اور تیسرے دن ایک گھنٹہ چھپّن منٹ تک بولنے کی توفیق ملی۔ گویا آخری دو دنوں میں مَیں نے تین گھنٹے انیس منٹ تک تقریر کی۔ یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت ہے ورنہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ میں اس قدر بوجھ برداشت کر سکتا۔

خدا تعالیٰ ہماری جماعت کے دوستوں کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ وہ آئندہ زیادہ محنت کریں اور صحیح طریق پر محنت کریں اور اپنی کمائی اور معیارِ زندگی کو اونچا کریں۔ اب جو شخص سو روپیہ ماہوار کماتا ہے وہ آئندہ ایک ہزار روپیہ ماہوار کمائے، جو احمدی ملازم اِس وقت پچاس روپیہ ماہوار دے رہا ہے وہ آئندہ ایسی تندہی سے کام کرے کہ اُسے پچاس روپیہ کی بجائے ایک سو یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار مل جائے۔ ہمارا جو تاجر اِس وقت پچاس روپیہ روزانہ کی بِکری کرتا ہے وہ آئندہ سال اتنی ترقی کرے کہ اُس کی روزانہ بِکری چار پانچ سو روپیہ تک پہنچ جائے اور اِس طرح اُس کی کمائی کے ساتھ ساتھ سلسلہ کی آمد بھی بڑھے۔ اگر ہمارے دوست محنت کریں اور تحریک اور صدر انجمن احمدیہ دونوں کا بجٹ پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہو جائے تو مختلف ممالک میں مساجد بھی تعمیر کی جاسکتی ہیں۔ اس وقت مالی کمزوری کی وجہ سے ہم ہر ملک میں مساجد تعمیر نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے کام میں ترقی نہیں ہو رہی۔ دمشق سے بھی مجھے چٹھی آئی ہے کہ جس علاقہ میں ہماری مسجد ہے اُس کی عمارات سرکاری ضروریات کے پیش نظر گرائی جارہی ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنی مسجد، مہمان خانہ اور لائبریری وغیرہ کے لیے کسی دوسرے مقام پر زمین خریدنے کی سخت ضرورت ہے۔ اگر ہم نے فوری طور پر اس کا انتظام نہ کیا تو ہمیں کوئی مناسب مقام نہیں مل سکے گا۔ اِسی طرح اَور بھی سلسلہ کی کئی ضروریات ہیں جن کے لیے روپیہ کی ضرورت رہتی ہے۔

امریکہ کی جماعت کو ہی لے لو۔ وہ اپنی آمد بڑھانے کی اِتنی کوشش کر رہی ہے کہ بعید نہیں

کہ آئندہ سال میں اُن کی آمد لاکھ سَوا لاکھ روپیہ تک پہنچ جائے۔ بلکہ میں تو انہیں یہ تحریک کر رہا ہوں کہ آئندہ چند سال میں ان کا بجٹ پچیس تیس لاکھ روپیہ سالانہ ہو جانا چاہیے۔ اِدھر ہمارا مرکزی بجٹ بھی اگر پچیس تیس لاکھ روپیہ سالانہ تک پہنچ جائے تو یورپ اور دوسرے ممالک میں زیادہ سے زیادہ مشن قائم کئے جاسکتے ہیں اور مختلف زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ جلد سے جلد شائع کیا جاسکتا ہے۔

میں ناظروں اور وکلاء کو بھی اِس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یہاں ایک ایک دفتر میں آٹھ آٹھ دس دس آدمی ہیں اور باہر کے ممالک میں ہمارا صرف ایک ایک مبلغ ہے اور وہ اکیلا اتنی محنت کرتا ہے کہ ہمارے انگلستان کے مبلغ نے ہی لکھا کہ دن رات صرف فون پر پیغام وصول کرنے اور اُن کا جواب دینے کے لیے ہی ایک کمرہ سے دوسرے کمرے میں جانا پڑے تو اس کے لیے آٹھ گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ گویا اگر وہ تبلیغ نہ کرے صرف فون پر آنے والے پیغامات کا ہی جواب دے تو اُس کے روزانہ آٹھ گھنٹے خرچ ہوتے ہیں لیکن پھر بھی وہ تبلیغ کرتا ہے۔ اگر وہ لوگ اتنے مصروف ہونے کے باوجود سلسلہ کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں تو ہمارے ناظروں اور وکلاء کو بھی چاہیے کہ وہ بھی اپنے کام کی رفتار کو بڑھائیں۔ اسلام پر اب ایسا نازک وقت آیا ہوا ہے کہ جب تک ہم اپنی طاقت سے بالا کام کرنے کی کوشش نہیں کریں گے اُس وقت تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔ جب خدا تعالیٰ جماعت کے چندوں کی تعداد بڑھا دے گا تو تبلیغ کے وسیع ہونے سے آدمیوں کی تعداد بھی بڑھ جائے گی اور مختلف ممالک میں نئے مشن کھولے جاسکیں گے۔

بورنیو میں اِس وقت ہمارے دو مبلغ ہیں۔ پہلے یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس علاقہ میں احمدیت کا پھیلنا مشکل ہے اس لیے یہاں دو مبلغوں کو بٹھانے کی کیا ضرورت ہے اور اس علاقہ میں پہلے بہت ہی تھوڑے احمدی تھے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہاں صرف ایک ہی احمدی تھے اور وہ ڈاکٹر بدرالدین صاحب تھے۔ میں وہاں کے مبلغین کو بار بار کہہ رہا تھا کہ اپنے کام کو بڑھاؤ۔ آخر خدا تعالیٰ کا فضل ہوا اور اس علاقہ میں احمدیت کے پھیلنے کے سامان پیدا ہوگئے۔ ہمارا ایک مبلغ بورنیو کے ایک حصہ میں تبلیغ کے لیے گیا اور خدا تعالیٰ کا یہ فضل ہوا کہ وہاں احمدیت کی ایک رَو

پیدا ہوگئی۔ انگریزوں کو جب اس رَو کا احساس ہوا تو حکام نے اس کو دبانا چاہا۔اور جو شخص بھی احمدی ہونے لگتا اُس پر دباؤ ڈالا جاتا کہ اگر وہ احمدی ہوگیا تو اُسے ملازمت سے برخاست کر دیا جائے گا یا اُسے جائیداد سے محروم کر دیا جائے گا۔لیکن اِس کے باوجود ہمارے مبلغ کو خدا تعالیٰ نے اس علاقہ میں کامیابی عطا فرمائی۔آج وہاں سے ایک اَور خط آیا ہے کہ دوسرے مبلغ کو بھی ایک دوسرے علاقہ میں بھیجا جارہا ہے اور خیال ہے کہ اگر یہ مبلغ اس علاقہ میں گیا تو وہ سارے کا سارا علاقہ احمدیت میں داخل ہوجائے گا۔ بورنیو میں آبادی کم ہے لیکن علاقہ بہت وسیع ہے۔اگر انگریزی اور انڈونیشین بورنیو1 دونوں کو ملالیا جائے تو اس کا رقبہ ہندوستان کے نصف کے برابر ہے اور پاکستان سے وہ تین چار گُنا زیادہ ہے۔اگر اللہ تعالیٰ نے اس علاقہ میں احمدیت پھیلا دی تو یہ ہمارے لیے بڑی برکت کا باعث ہوگا۔

بہرحال پاکستان سے باہر کے دوست جن کو اللہ تعالیٰ نے اخلاص دیا ہے وہ بہت اچھا کام کررہے ہیں اور جماعت کی مالی اور اقتصادی حالت کو مضبوط بنانے کی کوشش کررہے ہیں۔ پاکستانیوں کو بھی چاہیے کہ وہ بھی جماعت کی مالی اور اقتصادی حالت کو مضبوط کرنے کی کوشش کریں۔خدا تعالیٰ نے ہمیں اولیت کا فخر بخشا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس فخر کو قائم رکھیں۔اگر امریکہ کی جماعت کا چندہ کسی وقت ساٹھ ستّر کروڑ بھی ہوجائے تب بھی ہمیں کوشش کرنی چاہیے جو پہل ہمیں نصیب ہے وہ آئندہ بھی قائم رہے اور ہمارا چندہ اُن سے ہمیشہ زیادہ رہے اور ہم کہہ سکیں کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں جس مقام پر کھڑا کیا تھا ہم اُس پر قائم ہیں۔ ویسے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اولیت کا شرف اِس رنگ میں صرف پاکستانیوں کو ہی حاصل ہے کہ احمدیت اِنہی کی قربانیوں کے نتیجہ میں دوسرے ممالک میں پھیلی ہے۔لیکن پھر بھی کوشش کرنی چاہیے کہ کسی رنگ میں بھی کوئی دوسرا ملک ہم سے آگے نہ نکل سکے اور ہمیشہ ہم اپنی قربانیوں کے معیار کو بڑھاتے چلے جائیں۔

بڑی بات تو یہ ہے کہ ہماری جماعت کے دوستوں کو اُن غیر احمدی معززین سے بھی چندہ لینے کی کوشش کرنی چاہیے جو اشاعتِ اسلام کے کام میں دلچسپی رکھتے ہیں۔اگر اس رنگ میں کوشش شروع کی جائے تو ہماری مالی حالت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت مضبوط ہوسکتی ہے۔آپ

لوگ یہ خیال اپنے دل سے نکال دیں کہ غیر احمدی چندہ نہیں دیں گے۔ اُن میں بھی اسلام سے محبت رکھنے والے لوگ موجود ہیں۔ اور جب اُن پر حقیقت واضح کر دی جائے تو وہ اس کام میں مدد دینے کے لیے فوراً تیار ہو جاتے ہیں۔

میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ میں نے سکنڈے نیویا کے مشن کے لیے تحریک کی تو لاہور کے ایک غیر احمدی دوست نے ساڑھے پانچ سو روپیہ چندہ دے دیا۔ اِسی طرح میں نے کراچی میں ایک تقریر کی تو اس کے بعد ایک غیر احمدی دوست نے پچاس روپے بھیج دیئے کہ انہیں آپ جہاں چاہیں خرچ کریں۔ چنانچہ میں نے وہ روپیہ اشاعتِ اسلام کے لیے دے دیا۔ پس آپ لوگ بلا وجہ حجاب کرتے ہیں اور غیر احمدیوں سے چندہ نہیں مانگتے۔ آپ اپنے اپنے دوستوں کے پاس چلے جائیں اور انہیں بتائیں کہ اِس وقت ہماری جماعت اشاعتِ اسلام کا فریضہ ادا کر رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کام نہایت خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے۔ اگر آپ کو اِس بات کی توفیق نہیں کہ اپنے مبلغ کسی ملک میں بھیجیں تو یہ بات تو آپ کے اختیار میں ہے کہ آپ ہماری جماعت کی مالی امداد کریں اور اس نیک کام میں اللہ تعالیٰ کے حضور حصہ دار بن جائیں۔ آپ معمولی رقم دے کر بھی اِس کام میں حصہ دار بن سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ ہم سوئٹزرلینڈ، ہالینڈ، فن لینڈ اور دوسرے ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ اگر تم اِس طرح جماعت کی مالی طاقت کو مضبوط بنانے میں لگ جاؤ اور زیادہ سے زیادہ غیر احمدی دوستوں کو اس کام میں حصہ دار بنا لو تو تھوڑے عرصہ میں ہی دس پندرہ لاکھ روپیہ صرف اِسی ذریعہ سے اکٹھا ہو سکتا ہے۔ چونکہ دوسرے مسلمانوں میں یہ مادہ نہیں پایا جاتا کہ وہ اسلام کی تبلیغ کے لیے غیر ممالک میں جائیں اِس لیے چاہے وہ روپیہ دیں پھر بھی آدمی تمہارے ہی کام کریں گے اور اِن ہی کو اسلام کی سربلندی کے لیے ہر قسم کی قربانی کرنی پڑے گی۔

ایک دفعہ افریقہ کے ایک مبلغ نے مجھے لکھا کہ اس علاقہ میں ازہر یونیورسٹی کی طرف سے ایک مبلغ بھجوایا گیا ہے جو بہت بڑا عالم ہے اور مَیں معمولی لکھا پڑھا ہوں۔ میں حیران ہوں کہ اب میں کیا کروں گا؟ میں نے اُسے لکھا کہ گھبراؤ نہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر

ایمان لانے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ طاقت دی ہے کہ تم درختوں کی جڑیں اور پتے کھا کر گزارہ کرلو۔ لیکن وہ لوگوں سے مرغ اور پلاؤ کا مطالبہ کرے گا جو وہ مہیا نہیں کرسکیں گے اور اِس طرح وہ جلد ہی وہاں سے بھاگ جائے گا۔ تم سمجھتے ہو کہ تبلیغ صرف علم سے ہوتی ہے حالانکہ تبلیغ صرف علم سے نہیں ہوتی بلکہ اِس کے لیے اخلاص اور قربانی کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لیے تم اُس کے علم وفضل سے گھبراؤ نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد مجھے اُس کا خط آیا کہ آپ نے جو کچھ لکھا تھا وہ بالکل درست ثابت ہوا۔ وہ مبلغ چند دن کے بعد ہی یہاں سے واپس چلا گیا اور اِس کی وجہ اُس نے یہی بتائی کہ مجھے یہاں اچھا کھانا نہیں ملتا۔

اب دیکھو میں نے اپنے مبلغ کو پہلے ہی لکھ دیا تھا کہ وہ معمولی غذا کھا کر گزارہ نہیں کر سکے گا اور بھاگ جائے گا۔ یہ توفیق صرف احمدیوں کو ہی میسر ہے کہ وہ درختوں کی جڑیں کھاتے ہیں، پتے کھاتے ہیں، بدبودار گھاس کھاتے ہیں اور دس دس سال تک گزارہ کرتے چلے جاتے ہیں اور تبلیغ کا کام جاری رکھتے ہیں۔ اِس کے نتیجہ میں ان کی صحتیں بھی خراب ہوجاتی ہیں۔ لیکن وہ اس کی پروانہیں کرتے۔

انگریز لوگ مغربی افریقہ کو "White man's grave" یعنی سفید آدمیوں کی قبریں کہتے ہیں۔ کیونکہ وہاں وہ جسے بھی بھجواتے تھے کچھ عرصہ کے بعد وہ مرجاتا تھا۔ لیکن خداتعالیٰ نے احمدی مبلغین کو یہ توفیق دی ہے کہ وہ درختوں کی جڑیں اور پتے اور بدبودار گھاس کھاتے ہیں اور پھر بھی تبلیغ اور اشاعت اسلام کا کام کئے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کی انتڑیوں میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ لیکن وہ اس کی بھی پروانہیں کرتے اور خداتعالیٰ کا نام بلند کئے جاتے ہیں۔ لیکن مصری مبلغ وہاں کام نہیں کرسکتے۔ وہ اگر وہاں جائیں گے تو کہیں گے مرغا اور پلاؤ لاؤ، ہم جڑیں اور پتے نہیں کھائیں گے۔ اور جب انہیں مرغا اور پلاؤ نہیں ملے گا تو وہ واپس آجائیں گے۔ پس وہ اگر چندے دیں گے تو آپ لوگ تسلی رکھیں کہ آدمی پھر بھی آپ کے ہی کام کریں گے اُن کے آدمی باہر جا کر کام نہیں کرسکتے۔

مولوی تمیزالدین صاحب کو جو پاکستان دستور ساز اسمبلی کے صدر تھے تبلیغ کا شوق تھا۔

انہوں نے جرمنی میں ایک مبلغ اسلام کی تبلیغ کے لیے بھجوایا لیکن لطیفہ یہ ہوا کہ وہ مبلغ بھی ہماری جماعت سے ہی نکلا ہوا ایک شخص تھا اور میرے ہی ذریعہ وہ مسلمان ہوا تھا۔ وہ جرمنی گیا اور چھ ماہ کے بعد ہی وہاں سے بھاگ آیا۔ اُس نے یہی بتایا کہ مجھے کافی گزارہ نہیں ملتا۔ میں وہاں کس طرح کام کرسکتا ہوں۔ حالانکہ جو گزارہ اُسے ملتا تھا اُس کا دسواں حصہ ہمارے مبلغوں کو ملتا ہے اور پھر بھی وہ وہاں کام کررہے ہیں۔

پس دوسرے مسلمانوں میں جانی قربانی کا مادہ نہیں پایا جاتا۔ اگر تم اُن سے چندہ لوگے تو آدمی پھر بھی تمہارے ہی جائیں گے۔ لیکن اگر غیر احمدی دوست دس لاکھ روپیہ چندہ دیں اور جماعت کا چندہ مثلاً بیس لاکھ روپے ہو تو وہ اِس بات پر فخر کرسکیں گے کہ ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر تیس لاکھ روپیہ سالانہ تبلیغِ اسلام پر خرچ کررہے ہیں۔ گویا اُن کی وہی مثال ہوگی جیسے لطیفہ مشہور ہے کہ دو عورتیں کسی بیاہ پر گئیں۔ ہمارے ملک میں نیوتا دینے کا رواج ہے۔ جب نیوتا دینے کا وقت آیا تو اُن میں سے ایک غریب تھی۔ اُس نے ایک روپیہ نیوتا دیا اور دوسری مالدار تھی اُس نے بیس روپے نیوتا دیا۔ کسی عورت نے ایک روپیہ نیوتا دینے والی سے دریافت کیا کہ تم نے کتنا نیوتا دیا ہے؟ چونکہ اُس نے اِس بات کے اظہار میں شرم محسوس کی کہ اُس نے ایک روپیہ نیوتا دیا ہے اس لئے وہ اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لیے کہنے لگی۔ ''میں تے بھابھی اِکّــــی''، یعنی میں اور میری بھاوجہ نے اکیس روپیہ نیوتا دیا ہے۔ اِسی طرح غیر احمدی معززین بھی کہہ سکیں گے کہ ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ مل کر اتنے لاکھ روپیہ اشاعتِ اسلام کے لئے دے رہے ہیں۔ پس تم اپنی اپنی جگہ جا کر غیر احمدی دوستوں سے چندہ لینے کی کوشش کرو۔ اگر شروع شروع میں تمہیں کوئی ایک پیسہ بھی چندہ دے تو خوشی سے قبول کرلو اور یاد رکھو کہ جو شخص ایک دفعہ خدا تعالیٰ کی خاطر تھوڑی سی رقم خرچ کرنے کی توفیق پاتا ہے خدا تعالیٰ اُسے آئندہ پہلے سے زیادہ قربانی کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔ اگر پہلی دفعہ کوئی شخص پیسہ یا دو پیسے چندہ دیتا ہے تو بعد میں وہ دو روپے، دس روپے، بیس روپے بلکہ سَو سَو روپے دینے کے لئے بھی تیار ہو جائے گا۔ مگر ضرورت یہ ہے کہ تم دوسروں سے مانگو۔ اور پھر یہ نہ دیکھو کہ اُس نے کیا دیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ دنیا میں جو طفیلی مشہور ہیں ان کو اس لیے طفیلی کہا جاتا ہے کہ ایک شخص محمد طفیل نامی اِس گروہ کا بانی تھا اور اُس کا یہ عقیدہ تھا کہ انسان کو کمانا نہیں چاہیئے بلکہ دوسروں سے مانگ کر کھانا چاہیئے۔ اُس کے شاگرد بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ اُن کا ایک بڑا مخلص شاگرد تھا جب وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس جانے لگا تو وہ ان سے کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسا سبق دیجیئے جو اِس سے پہلے آپ نے کبھی نہ پڑھایا ہو۔ وہ کہنے لگا تم بہت نیک ہو اور مجھے امید ہے کہ تم میری نصائح پر پوری طرح عمل کرو گے۔ اس لئے ایک نصیحت تو میں تمہیں یہ کرتا ہوں کہ جب تم مانگنے کے لئے نکلو تو تم یہ نہ دیکھو کہ جس سے تم مانگتے ہو وہ کون ہے۔ چاہے کوئی ہو اُس سے تم سوال کر دیا کرو۔ اُس نے کہا بہت اچھا۔ کوئی اَور نصیحت فرمائیے۔ انہوں نے کہا میری دوسری نصیحت یہ ہے کہ مانگتے وقت یہ نہ دیکھو کہ موقع کیا ہے۔ کوئی بھی موقع ہو تم آگے بڑھ کر مانگنے لگ جایا کرو۔ اور تیسری نصیحت یہ ہے کہ اس کے بعد یہ نہ دیکھو کہ کوئی تمہیں دیتا کیا ہے۔ وہ تمہیں جو کچھ بھی دے دے لے لو اور اُسے کہو۔ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ استاد کو اپنے اس شاگرد سے بہت پیار تھا اس لیے وہ اُسے الوداع کہنے کے لیے شہر سے کچھ دور باہر گئے۔ قریب ایک مسجد تھی۔ وہ الوداع کہنے کے بعد مسجد کے غسل خانہ میں چلے گئے۔ کیونکہ انہوں نے دیر سے اپنی بغلوں وغیرہ کی صفائی نہیں کی تھی وہ اُسترے سے اپنی بغلیں صاف کر رہے تھے کہ باہر سے انہیں اُسی شاگرد نے آواز دی کہ حضور! خدا تعالیٰ کی خاطر مجھے کچھ دیں۔ استاد نے کہا بے حیا! مجھے غسل خانہ سے تو باہر نکلنے دے۔ شاگرد نے کہا حضور! آپ نے ہی تو نصیحت کی تھی کہ جب مانگنے جاؤ تو یہ مت دیکھو کہ موقع کیا ہے۔ پھر انہوں نے کہا تُو جانتا نہیں میں تیرا اُستاد ہوں اور تُو مجھ سے ہی مانگنے کے لیے آ گیا ہے؟ شاگرد نے کہا حضور! آپ نے ہی تو نصیحت فرمائی تھی کہ مانگنے جاؤ تو یہ مت دیکھو کہ تم کس شخص سے مانگ رہے ہو۔ اِس پر اُستاد نے وہی بغلوں کے بال اُس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔ اِس پر شاگرد کہنے لگا اللہ آپ کا بھلا کرے اور آپ کو بہت بہت دے۔

تم بھی بلکہ اِسی رنگ میں اپنے غیر احمدی دوستوں کے پاس جاؤ اور اُن کے سامنے سارے حالات رکھو اور کہو کہ اِس اِس طرح احمدیہ جماعت تمام دنیا میں اسلام کی اشاعت کر رہی ہے۔

اگر آپ بھی یہ خواہش رکھتے ہیں کہ دنیا میں اسلام کی اشاعت ہو تو آپ بھی ہماری مدد کریں اور حسبِ توفیق دو روپے، پانچ روپے، دس روپے یا سَو روپے دیں۔ اِس طرح تبلیغِ اسلام میں آپ بھی شریک ہو جائیں گے اور آپ بھی کہہ سکیں گے کہ ہم یورپ میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ پھر چاہے وہ تمہیں ایک پیسہ بھی دے لے لو۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ وہ تمہیں گالی بھی دے تو تم اس کی پروا نہ کرو اور سمجھو کہ اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کے فرشتے تمہارے لیے دعا کریں گے۔ اگر تم یہ کوشش شروع کر دو تو تم دیکھو گے کہ خدا تعالیٰ تمہارے کام میں کس طرح برکت پیدا کر دیتا ہے اور پھر اِس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ تمہیں خود بھی اخبارات اور سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کرنا پڑے گا اور انہیں بتانا پڑے گا کہ تمہارے کہاں کہاں مبلغ ہیں اور وہ کیا کام کر رہے ہیں۔ گویا اِس طرح نہ صرف سلسلہ کی تبلیغ وسیع ہوگی بلکہ دوسرے لوگوں کے دل بھی صاف ہوں گے اور خدا تعالیٰ ایک دن اُنہیں قبولِ حق کی توفیق دے دے گا۔ ضرورت صرف اِس بات کی ہے کہ تم پاگلوں کی طرح کام شروع کر دو۔

میں ایک دفعہ گوجرانوالہ میں تبلیغ کے لیے گیا تو ایک بہت بڑے لیڈر نے اصرار کیا کہ میں اُس کے ہاں ٹھہروں۔ انتظام تو جماعت کا ہی تھا مگر اُس نے رہائش کے لیے اپنی کوٹھی دے دی۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا۔ اُس وقت اُس نے فقیروں کا سا لباس پہنا ہوا تھا۔ مجھے کہنے لگا اب آپ مجھے اجازت دیں میں آٹا مانگنے چلا ہوں۔ وہ اُس وقت ڈپٹی کے عُہدہ پر تھا۔ میں نے اُس سے کہا ڈپٹی صاحب! آپ نے یہ کیا کہا ہے؟ وہ کہنے لگے میں نے ایک سکول جاری کیا ہوا ہے اُس کے اخراجات مہیا کرنے کے لیے میں لوگوں سے آٹا مانگنے چلا جاتا ہوں۔ ممکن ہے لوگ اُسے ڈپٹی سمجھ کر زیادہ آٹا دے دیتے ہوں اَوروں کو چٹکی چٹکی دیتے ہوں اور اُسے مُٹھی بھر دے دیتے ہوں۔ لیکن بہرحال اُس آٹے سے جو رقم اُسے ملتی تھی اُس سے وہ ایک ہائی سکول کے اخراجات پورے کرتا تھا۔ مگر اِس کے ساتھ ہی بعض خبیثُ الطبع لوگ اِس قسم کے نیک کام کرنے والوں پر بھی اعتراض کر دیتے ہیں۔ اُس ڈپٹی کا ایک بیٹا وزیر بھی رہا ہے اور پھر وہ مشہور وکیل ہے اور کانسٹی ٹیوٹ اسمبلی کا ممبر بھی ہے اور اُس کا دوسرا بیٹا کسی محکمہ کا ڈائریکٹر تھا اور خود وہ ڈپٹی تھا۔ لیکن جب وہ قوم کے مفاد کی خاطر اپنے عہدہ اور وجاہت کی

پروانہ کرتے ہوئے آٹا مانگنے کے لیے چلا گیا تو ایک شخص مجھے کہنے لگا کہ یہ آٹا بھی مانگ کر کھا جاتا ہے۔ گویا یہ صلہ تھا جو لوگوں نے اُسے دیا کہ وہ قوم کی خاطر فقیر بنا لیکن بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ آٹا مانگ کر بھی کھا جاتا ہے۔

پس تم اس بات کی پروانہ کرو کہ کوئی تمہیں کیا کہتا ہے بلکہ اپنا کام کئے جاؤ۔ اگر کوئی تمہیں گالی دیتا ہے تب بھی تم بُرا نہ مناؤ بلکہ اُسے کہو کہ تم نے مجھے گالی دی ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خداتعالیٰ مجھے ہی توفیق دے دے کہ میں پہلے سے زیادہ خداتعالیٰ کی راہ میں خرچ کرسکوں۔ پھر ممکن ہے اُسے بھی شرم آجائے اور وہ بھی ایک آدھ روپیہ بطور چندہ دے دے۔ اور پھر وہ اگر ایک دفعہ کچھ دے گا تو خداتعالیٰ آئندہ اُسے زیادہ دینے کی توفیق عطا فرما دے گا۔ اگر پہلے سال تم دس روپیہ چندہ حاصل کرو گے تو خداتعالیٰ آئندہ تمہاری کوششوں میں برکت ڈالے گا اور دس روپے کی بجائے دو دو سو روپیہ تمہاری معرفت آنا شروع ہو جائے گا اور پھر کسی دن اِس کی مقدار ہزاروں اور لاکھوں تک پہنچ جائے گی۔

پس تم واپس جا کر میری اِن نصائح پر عمل کرو اور چاہے کوئی تمہیں گالیاں بھی دے تم اس کی پروانہ کرو اور اُسے کہو کہ وہ خداتعالیٰ کے دین کے لیے تمہیں کچھ نہ کچھ ضرور دے دے۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اگر تم کسی کے پاس چندہ مانگنے جاؤ تو جیب میں چند پیسے ڈال لیا کرو۔ اگر وہ تمہیں گالی دے تو تم اُس کے سامنے ایک دو پیسے نکال کر دوسری جیب میں ڈال لو اور کہو کہ آپ نے تو کچھ نہیں دیا چلو میں ہی آپ کے نام پر ایک دو پیسے خداتعالیٰ کی راہ میں دے دیتا ہوں۔ ممکن ہے وہ اِسی طریق سے شرمندہ ہو اور آئندہ اُس کے دل میں بھی قربانی کرنے کا احساس پیدا ہو جائے۔ پس تم واپس جا کر اِس طریق پر عمل کرو اور مجھے بھی اطلاع دو کہ تم نے میری اِس نصیحت پر کیا عمل کیا ہے۔ اور اپنے دوستوں سے بھی کہو کہ میں ربوہ سے یہ نصائح سن کر آیا ہوں تم بھی اِن پر عمل کرو۔ اور یاد رکھو کہ اگر تم نے ان نصائح پر چند سال بھی عمل کیا تو تمہاری کایا پلٹ جائے گی، تمہارے دلوں میں ایک نور پیدا ہو جائے گا اور خداتعالیٰ تمہاری مدد کرنے لگ جائے گا۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ تم اسلام کی خدمت کر رہے ہو دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی خدمت اور قربانی کا مادہ پیدا ہو جائے گا اور وہ تمہاری طرح اسلام کی اشاعت میں مصروف

ہو جائیں گے۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔ ''

(الفضل 18 / جنوری 1956ء)

1: **بورنیو** (Borneo) انڈونیشیا میں واقع دنیا کا تیسرا سب سے بڑا جزیرہ ہے جس کا کُل رقبہ 2,92,298 مربع میل ہے۔ جزیرہ کا بیشتر حصہ انڈونیشیا میں شامل ہے۔ (جو مشرقی، جنوبی، مغربی اور وسطی کلیمنتان صوبے کہلاتے ہیں) جبکہ بقیہ حصہ پر ملائیشیا کے صوبے سراواک اور صباح واقع ہیں۔ (وکی پیڈیا۔ آزاد دائرۃ المعارف زیر لفظ ''بورنیو'')